دارالعلوم دیوبند
میں
حکمتہ الامام ولی اللہ دہلوی کا احیاء

ذیل میں مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کی ایک اپیل درج کی جاتی ہے جو دارالعلوم دیوبند میں حکمتہ امام ولی اللہ دہلوی کی تدریس کے لیے ایک کلاس کے اجرا کے اخراجات کے لیے کی گئی تھی اور ماہنامہ الفرقان بریلی بابت ماہ رمضان ۱۳۶۰ھ میں شائع ہوئی تھی ۔ مولانا محمد منظور نعمانی مدیر الفرقان نے اس اپیل کی تائید میں ایک شذرہ بھی تحریر فرمایا تھا۔

اس وقت تو اس کلاس کا اجرا عمل میں نہیں آسکا لیکن ایک عرصے کے بعد حکمت امام ولی اللہی کے درس و مطالعہ و تحقیق کے لیے ایک خصوصی کلاس کا اجرا بھی عمل میں آگیا تھا اور حضرت امام دہلوی کے نام پر ایک مستقل ادارہ بھی قائم کر دیا گیا تھا۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی مرحوم اس کے انچارج تھے لیکن وہ چوں کہ دیوبند میں مستقل قیام نہ کرسکے اس لیے یہ اقدام کچھ زیادہ نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکا اور ان کے انتقال کے بعد جو کچھ انتظام کیا گیا تھا وہ بھی قائم نہ رہ سکا۔

حکمتہ ولی اللہی کے درس و مطالعہ اور تحقیق کا جو مقصد مولانا سندھی کے سامنے تھا اس کی ضرورت نہ وقتی تھی اور نہ مقامی، جس کا انتظام اس وقت دارالعلوم دیوبند کی چہار دیواری میں کر دیا جاتا اور مقصد پورا ہو جاتا۔ اس کی ضرورت دائمی تھی اور پورے برصغیر ہند و پاکستان کے لیے تھی ۔ اجرائے کار کے لیے دارالعلوم دیوبند کے مرکز علمی و تعلیمی کا انتخاب کیا گیا تھا۔ اس لیے اگر اس وقت مجوزہ کلاس کا اجرا نہ ہو سکا یا بعد میں اجرا ہوا اور اس کا خاتمہ ہو گیا تو بلاشبہ یہ ایک حادثہ تھا اور اب اس مسئلے پر توجہ کرنی چاہیے ۔ اس وقت کے مقابلے میں آج کے ہندوستان اور پاکستان میں اس کی ضرورت اور اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔

حیدر آباد (سندھ) میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی مدظلہ نے اپنی ذمہ داری پر اور اپنی ہمت سے حکمتہ ولی اللہی کے درس و مطالعہ کا انتظام ایک مدت سے کر رکھا ہے اور اس کے بہت مفید نتائج نکلے ہیں ۔ ضرورت ہے کہ پاکستان میں خصوصاً سندھ میں دیوبندی مکتبہ فکر کے ہر مدرسے میں حکمتہ ولی اللہی کے درس و مطالعہ کا ایک درجہ قائم کر دیا جائے ۔ حضرت امام ولی اللہ دہلوی نے اسلامی علوم و

افکار کے مطالعہ و تالیف و تدوین میں جو اندازِ فکر اختیار فرمایا تھا اور جس حکمتِ دینی و اسلامی سے مسلمانوں کو آشنا کیا تھا، اس کی اہمیت گزشتہ ڈھائی سو برس کی ملتِ اسلامیہ ہند پاکستان کی تاریخ میں برابر بڑھتی رہی ہے۔ آج ہمیں ایک ایسے اندازِ فکر اور فکر کی ضرورت ہے، جسے اپنا کر ہم ایک راسخ العقیدہ مسلمان بھی رہ سکیں اور موجودہ دور کے معاشی، اقتصادی، سائنسی اور سیاسی تقاضوں کو بھی پورا کر سکیں۔ اس معیار پر حضرت امام دہلوی کا اندازِ فکر اور فکر ہی پورا اترتا ہے۔ ہمارے علمائے کرام کو اس طرف توجہ دینی چاہیے۔ (ابو سلمان)

منتظمین دارالعلوم درجہ تکمیل قائم کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اس میں حضرت مولانا محمد قاسم اور امام ولی اللہ دہلوی اور ان کے خاندان کی کتابیں بھی حضرت شیخ الہند کی تجویز کے موافق پڑھائی جائیں گی۔ اس وقت دارالعلوم میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی مدظلہ مستقل قیام رکھتے ہیں جو اس سلسلے کے ماہر استاد ہیں۔ ان کے ساتھ اساتذہ میں مولانا محمد ابراہیم بہترین معاون ثابت ہوں گے۔ ان کی صحبت میں ہمارے نوجوان استاد کثرت سے تیار ہوتے رہیں گے۔

دارالعلوم کے طلبہ میں معتدبہ تعداد ان حضرات کی کتابیں پڑھنے کا شغف رکھتی ہے، اس لیے توکلاً اس درجہ کو آج سے بہت پہلے شروع کر دینا چاہیے تھا۔

شعبان کی حاضری میں مجھے ایک ذی اثر بزرگ کے ذریعے معلوم ہوا کہ انتظامی فیصلے میں چوں کہ قرار پا چکا ہے کہ جب تک بیس طلبہ کے لیے دس روپیہ ماہوار کا وظیفہ بہم نہیں پہنچتا یہ کام شروع نہیں ہو سکتا۔ مجھے اسی بزرگ نے یقین دلایا کہ اگر کسی صورت میں اس روپیہ کا انتظام ہو سکے تو وہ ذمہ لیتے ہیں کہ آئندہ شوال سے یہ درجہ کھول دیا جائے گا۔

میں اپنی کمزور حالت میں ارادہ کرتا ہوں کہ ۲۰۰ روپیہ ماہوار وظائف تکمیل کے لیے ایک سال تک دارالعلوم کو پہنچاتا رہوں۔ میں یہ روپیہ اپنے اسی بزرگ دوست کے توسط سے دارالعلوم کے خزانہ میں داخل کرانا چاہتا ہوں۔ اس مطلب کو حاصل کرنے کے لیے جو حالات پیش آئے ان کے اظہار کے لیے میں "الفرقان" کو واسطہ بناتا ہوں۔ واللہ ھوالموفق۔

۶۔ ستمبر ۱۹۴۱ ہندی — عبیداللہ سندھی

بیت الحکمۃ جامعہ نگر۔ دہلی — سابق ناظم جمعیۃ الانصار، دیوبند